مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختم نبوت

ہفت روزہ
کراچی

قول اور عمل کا تضاد ہلاکت ہے

جلد ۲

۵ نومبر تا ۱۱ نومبر ۸۳ء بمطابق ۲۷ محرم تا ۳ صفر ۱۴۰۴ھ

شمارہ ۲۱

خصائلِ نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سالن کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حدثنا ابو کریب حدثنا ابو بکر بن عیاش عن ثابت ابی حمزۃ الثمالی عن الشعبی عن ام ھانیٔ قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعندک شیٔ فقلت لا۔ الا خبز یابس وخل فقال ھاتی ما اقفر بیت من ادم فیہ خل۔

ترجمہ:۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن) فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ میں) میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تیرے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سوکھی روٹی اور سرکہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے آؤ وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔

فائدہ:۔ یہ قصہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جس کو بیہقیؒ نے تخریج کیا ہے زیادہ مفصل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فتح مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام ہانیؓ کے گھر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کو بھی رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سوکھی روٹی ہے جس کو پیش کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ نہیں لے آؤ۔ وہ لے آئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ٹکڑے کئے اور پانی میں بھگو کر نمک ملایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کچھ سالن بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ سرکہ کے سوا اور کچھ نہیں۔ آپؐ نے منگایا اور اس پر ڈال کر نوش فرمایا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور فرمایا کہ ام ہانی رضؓ جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ گھر سالن سے خالی نہیں۔

اللہ اکبر کیا سادہ زندگی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کاش حق تعالیٰ شانہ اپنے لطف اور اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہم لوگوں کو بھی اس سادگی کا اتباع نصیب فرماتا۔ حق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کھانا، پینا صرف اضطرار اور مجبوری ہی کا درجہ رکھتا تھا ضرورت کے وقت جو میسّر ہوا جیسا موجود ہوا نوش فرما لیا کہ کھانا زندگی کی ضرورت سے تھا نہ یہ کہ ہم لوگوں کی طرح سے زندگی کھانے پینے کی ضرورت سے ہے، جس میں اصل مقصد پیٹ کا پالنا بن جائے اور دینی مشاغل مد زائد میں شمار ہو جائیں۔ وہاں مقصدِ زندگی دین کی اشاعت اور اس کو سرسبز کرنا تھا اور یہ ضروریات بشریہ مجبوری کے درجہ میں پوری کر لی جاتی تھیں۔ نیز حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جہاں بے تکلفی ہو تعلقات وسیع ہوں سوال میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

فہرست

۱۔ خصائل نبوی
حضرت شیخ الحدیث ۔ ۳

۲۔ پہلے یہ خط پڑھیئے ۔
۳ ۔ ساحبتدائیہ ۔
عبدالرحمٰن یعقوب باوا ۔ ۵

۴۔ خاتم النبیین ۶
جناب ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

۵۔ مولانا مقبول احمد صاحب سے انٹرویو ۔
مولانا منظور احمد الحسینی ۹

۶۔ حضرت مریم صدیقہؑ
مولانا عطاء الرحمٰن جمانی ۱۷

۷۔ دعا کی حقیقت
مولانا محمد فاروقی صاحب ۲۲

۸۔ نظم ۔ علی اصغر چشتی ۔ ۲۴

جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۲۱

شعبۂ کتابت :- حافظ عبدالستار واحمد کا ... غلام یٰسین انجم

ختم نبوت

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

منیجر

علی اصغر چشتی صابری ایم۔اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ :- ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ———— ۶۰ روپیہ
ششماہی ———— ۳۵ روپیہ
سہ ماہی ———— ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ———— ۲۱۰ روپیہ
کویت، عمان، شارجہ، دوبئی، ابوظہبی
شام ———— ۲۴۵ روپیہ
یورپ ———— ۲۹۵ روپیہ
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا ———— ۲۷۰ روپیہ
افریقہ ———— ۳۲ روپیہ
افغانستان، ہندوستان ———— ۱۶۵ روپیہ

فون نمبر ۔ [illegible]

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر :- عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع :- کلیم الحسن نقوی الجبر پریس کراچی
مقام اشاعت :- ۲/۸ ۲۰ سائرہ منزل ایم اے جناح روڈ، کراچی

[illegible] ہفت روزہ ختم نبوت

ایڈیٹر کے نام

پہلے یہ خط پڑھیئے

محترم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ ختم نبوت۔
مکرمی۔ السلام علیکم

میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور کی طالبہ ہوں اور ہوسٹل میں رہتی ہوں۔ عرصہ پانچ سال سے میں قادیانیوں کا رسالہ "الفضل" ہوسٹل فاطمہ جناح میں چند قادیانی لڑکیوں کے نام آتا دیکھ رہی ہوں۔

پہلے پہل اس رسالے کو بنچ پر کئی کئی دن تک کھلا رکھ دیا جاتا تھا تاکہ ہکم و بیش سب چوکیدار اور لڑکیاں اس کو پڑھ سکیں۔

ہمیں بھی ایک بار یہ رسالہ پڑھنے کا اتفاق ہوا اس میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کے بارے میں تحریر تھا کہ اس قسم کے واقعات چند ہزار سال بعد خود بخود رونما ہوتے رہیں اور آئندہ کوئی احمدی اس بات پر تحقیق کرے گا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

ملاحظہ فرمائیں ان کی لغویات کہ کس شیطانی طریقے سے حضور اعلیٰ سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کو نعوذ باللہ ایک عام واقعہ قرار دیا ہے کہ سطحی طور پر پڑھنے سے پتہ بھی نہ چل سکے کیا ایسا واقعہ اسی وقت پیش آنا تھا۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا تھا؟

انگریزوں کی پیٹھو اس جماعت کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں اور وہ کھلم کھلا اپنے شیطانی حربوں سے ملحدانہ اور مرتدانہ خیالات کا پرچار کر رہے ہیں

ہمارا تو ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک ہمیں نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر مصلحت اور ہر نعمت سے زیادہ عزیز نہ ہوں پھر اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں یہ سب کچھ آخر کس مصلحت کے تحت برداشت کیا جا رہا ہے؟ سنسر بورڈ کی توجہ اس طرف کیوں نہیں؟

اس اسلامی مملکت میں مسلمان (محمد اسلم قریشی جیسے عالم) مظلوم کیوں ہیں؟ اور کافر اپنی من مانی کیوں کر رہے ہیں۔؟

یہ سب باتیں عام مسلمان کو بے چین کیے ہوئے ہیں۔

امید ہے آپ یہ مراسلہ ضرور شائع کریں گے۔ خدا آپ کو جزائے خیر دے اور ہمت و طاقت عطا فرمائے۔ اور آپ کے ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

(آمین ثم آمین)

فقط

ایک طالبہ
فاطمہ جناح میڈیکل کالج
لاہور

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی

بعدہٗ

ارتداد کی تبلیغ کی اجازت کیوں؟

فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور کی ایک طالبہ کا مراسلہ پڑھ لیا ہوگا۔ یہ مسئلہ صرف فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا نہیں بلکہ مملکت پاکستان کے ہر محکمے کا یہ حال ہے۔ سرکاری دفاتر کیا، ہسپتال کیا، ڈاکخانے کیا، ہر وہ دفتر مرزائیت (ارتداد) کی تبلیغ کا اڈہ بنا ہوا نظر آئے گا خاص کر جہاں اعلیٰ عہدوں پر قادیانی فائز ہیں بلکہ چودھری ظفر اللہ قادیانی کے زمانے میں جب وہ پاکستان کے وزیر خارجہ تھے پاکستان کے سفارت خانے بھی قادیانیت کی تبلیغ کے مرکز بنے ہوئے تھے۔

گذشتہ دنوں ایک ڈاکخانہ کے پوسٹ ماسٹر نے ہمیں بتایا کہ تمام ڈاکخانوں کے پوسٹ ماسٹروں کے نام ربوہ سے قادیانی روزنامہ الفضل مفت بھیجا جاتا ہے۔ یہ وہ الفضل ہے جو مسلمانوں کے کانوں میں زہر گھول رہا ہے اور یہ وہ روزنامہ ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی مبارک کو باباگورو نانک سے تشبیہ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی ہے۔ اس روزنامہ کے گستاخانہ لب ولہجہ سے پوری امت بے چین ہے۔

ہم حکومت سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا کالج کے طلبا کو ایسی ہی تعلیم دینے کی اجازت دی جاتی رہے گی جو سراسر اسلام کے خلاف ہی نہیں بلکہ اشتعال انگیز بھی ہے۔

ہمیں کیا ہر مسلمان کو یہ سن کر حیرت ہوتی ہے کہ قادیانی — اس ملک میں غیر مسلم ہوتے ہوئے بھی اپنی ارتداد کی تبلیغ جاری رکھے ہوئے اور حکومت ہے کہ بالکل خاموش ہے۔ قادیانیت کی تبلیغ پر پابندی لگانے کے متعلق پورے ملک سے آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ پمفلٹ برابر تقسیم ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کو قادیانی برابر دعوت دے رہے ہیں۔

کیا ہم حکومت سے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ مرزائیت کی تبلیغ پر پابندی لگانے کا جرأت مندانہ اقدام کرے گی۔؟

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

خاتم النبیّین

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب اسکندر کی ریڈیائی تقریر

الحمد للہ رب العلمین ، والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیآء و المرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین

اللہ تعالیٰ نے جب سے بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا ہے اسی وقت سے اس کی مادی اور روحانی ضروریات کا بھی انتظام فرما دیا ہے ، اسی لیے اسے رب العالمین کہتے ہیں۔

انسان کی مادی اور جسمانی ضرورت کے لیے کھانے پینے کی اشیاء اور ان کے حصول کے اسباب مہیا فرمائے۔ اور اس کی روحانی ضروریات کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔

اسی سلسلہ ہدایت کی ابتداء حضرت آدم علیہم السلام سے شروع ہوئی اور اس کی انتہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوئی۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی کی صفت سے پکارا جاتا ہے۔

جب یہ ہدایت کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر دور اور ہر شہر اور ہر بستی میں انبیاء اور رسول آتے رہے بلکہ بعض اوقات بیک وقت ایک شہر میں ایک سے زائد بھی انبیاء کرام موجود رہے۔ ارشاد باری ہے۔

وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔

(فاطر - ۲۴)

ترجمہ: اور کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔

ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہا اور بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے۔ جن میں سے بعض کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہوا ہے ، جیسے حضرت نوح علیہ السلام ، حضرت شعیب علیہ السلام ، حضرت صالح علیہ السلام ، حضرت ابراہیم علیہ السلام ، حضرت اسماعیل علیہ السلام ، حضرت اسحاق علیہ السلام ، حضرت یعقوب علیہ السلام ، حضرت یوسف علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس ہدایت کی تکمیل فرما کر اس کے آخری ہدایت ہونے کا اعلان فرما دیا ، ارشاد باری ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

(المائدہ : ۲)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے پسند کیا اسلام کو دین۔

اس آخری ہدایت کو اسلام سے تعبیر فرما کر اس کا بھی اعلان کر دیا کہ اب قیامت تک اس دین اسلام کے سوا کوئی اور دین اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں۔ اور یہ کہ انسانی نجات کے لیے صرف یہی ایک راستہ متعین ہے۔ ارشاد باری ہے:-

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین۔

(آل عمران - ۸۵)

ترجمہ:- اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہش مند ہوگا تو اس کا وہ دین ہرگز مقبول نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

قرآن کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومیت کو مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے، چنانچہ سورۂ نساء میں ارشاد فرمایا:-

وارسلناک للناس رسولا وکفی باللہ شہیداً

(آیت ۷۹)

ترجمہ:- اور اے محمد ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا اور اس بات پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

اور سورہ سبا میں فرمایا۔

وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا

(آیت ۲۸)

ترجمہ:- اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور سورۂ احزاب میں آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کا اعلان اس طرح فرمایا:-

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما۔ (آیت ۴۰)

ترجمہ:- محمد تمہارے مردوں میں سے کسی باپ نہیں ہیں۔ (یعنی نسب کے اعتبار سے) مگر ہاں وہ اللہ کے رسول اور آخر النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کی مصلحت کو خوب جانتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی گواہی گذشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی دی ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے آپ کے بارے میں خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

(الصف : ۶)

ترجمہ:- اور میں ایک ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے مبارک اقوال سے اپنی رسالت کی عمومیت اور ختم نبوت کو مختلف انداز میں امت کے سامنے واضح فرمایا ہے۔ آپ نے اپنی رسالت کی عمومیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اعطیت خمسا لم یعطھن احد من الانبیاء قبلی، نصرت بالرعب مسیرۃ شھر و جعلت لی الارض مسجدا وطھورا۔ فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلاۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی۔ واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ۔

(متفق علیہ، والنسائی)

ترجمہ:- مجھے پانچ ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ میری نصرت فرمائی گئی ہے رعب کے ذریعے جو کہ ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن پر پڑ جاتا ہے۔ میرے لیے زمین نماز کی جگہ اور طہارت کا ذریعہ بنا دی گئی ہے لہذا میری امت کا کوئی شخص بھی ہو جب نماز کا وقت آ جائے تو اسے چاہیے کہ نماز پڑھ لے۔ اور میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے جب کہ یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا۔ اور مجھے شفاعت کبریٰ عطا کی گئی ہے اور مجھ سے پہلے ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ (الترمذی)

ترجمہ:- بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہدایت کی تکمیل اور ختم نبوت کے مفہوم کو سمجھانے کے لیے ایک ایسی حسی مثال بیان فرمائی جس کے سننے کے بعد ایک معمولی سمجھ رکھنے والے مسلمان کو کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا: آپ نے فرمایا:

ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة. فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون. هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة و انا خاتم النبیین. (البخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

"میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے نہایت حسین وجمیل محل تیار کیا مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ لوگ اس کے گرد چکر لگانے اور اس (کی خوبیٔ تعمیر) پر تعجب کرنے لگے۔ اور لوگ بطور تعجب کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگا دی گئی۔ (کہ محل بہمہ وجوہ کامل ومکمل ہو جاتا) فرمایا! پس میں (قصر نبوت کی) وہی (آخری) اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں کہ (میری آمد سے انبیاء کرام کی تعداد پوری ہو گئی۔

بہرحال! امت اسلامیہ کا یوم اول سے لے کر آج تک اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، آپ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں ہو گا اور آپ کی لائی ہوئی ہدایت۔ دین اسلام۔ آخری ہدایت ہے اور اسی پر انسانیت کی کامیابی کا مدار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یا آپ کے بعد جب بھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا امت نے اسے جھوٹا قرار دیا۔ اور اس کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ جیسے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور پوری امت اسلامیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدہ پر قائم رہنے اور اس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

گھر گھر ــــ ختم نبوت

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کو ملک کا کثیر الاشاعت ہفت روزہ بنانے کے لیے ایک مہم شروع کی جا رہی ہے۔

اس سلسلے میں:-

آئمہ مساجد، خطباء، علماء کرام، وکلاء، طلباء مزدور، تاجروں سے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے

اس مہم میں آپ بھی حصہ لیں

اور

ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں

ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی ہر مسلمان کے گھر پہنچائیں اور مرزائیوں کے خلاف مضبوط محاذ بنائیں

مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان

کے مشن کو دور دور تک پھیلایئے ہر شہر ہر گاؤں میں

"ختم نبوت"

پہنچانے کا عزم کیجیے

صرف -/65 کا منی آرڈر ہمارے نام روانہ فرما دیں، انشاءاللہ بذریعہ ڈاک پرچہ آپ کے گھر پہنچ جائے گا۔

مولانا مفتی مقبول احمد صاحب

خطیب مرکزی جامع مسجد گلاسگو سے ایک خصوصی انٹرویو

منظور احمد الحسینی

حضرت مولانا مفتی مقبول احمد خطیب و امام مرکزی جامع مسجد گلاسگو اور صدر اسلامک شریعت کونسل برطانیہ اسکاٹ لینڈ کی انتہائی باثر اور صاحب رسوخ شخصیت ہیں آپ پہلے ایک عرصہ تک جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے استاد رہے۔ ہیں مولانا انتہائی درجہ کے خلیق اور کریم النفس ہیں آپ کی دینی خدمات پورے برطانیہ کے مسلمان وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ گلاسگو کے قیام کے دوران ایک مجلس میں مولانا کی مساعی جمیلہ اور پورے یورپ کے موجودہ عیسائیوں کی زبوں حالی پر ایک انٹرویو لیا گیا۔ قارئین کرام کی دلچسپی کے لئے اس کو من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔

(۲۳، مارچ صبح ناشتے کے بعد مولانا موصوف سے یہ انٹرویو لیا گیا)

س: ۔ آپ چونکہ کافی عرصہ سے یہاں مقیم ہیں جہاں آپ مسلمانوں کے حالات سے بکمال واقفیت رکھتے ہیں وہاں آپ کا ملک مسیحی حضرات سے بھی واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ لہٰذا آپنے ان کے حالات کا کافی مطالعہ کیا ہوگا۔ آپ ان کی مذہبی حیثیت کے بارے میں کچھ روشنی ڈالیں۔

ج: ۔ مولانا یوں گویا ہوئے کہ عیسائیوں کی موجودہ نئی پود تقریباً دہریہ بن چکی ہے۔ ان کے گرجے آج خالی پڑے ہیں "چرچ آف انگلینڈ" کے تقریباً ایک ہزار گرجوں پر "فار سیل" (برائے فروخت) کے اشتہار لگے ہوئے ہیں۔ جب کہ کافی گرجے بک چکے ہیں۔ جب پادریوں نے دیکھا کہ ہمارے عیسائی عوام گرجے سے دور جا چکے ہیں تو انہوں نے ان کو مختلف حیلوں بہانوں سے چرچوں کے قریب لانے کی کوشش کی پہلے ان سے کہا گیا کہ آپ یہاں آتوار کے دن "ورائٹی شو" دیکھنے کے لئے آئیں مگر یہ تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی تو پھر انہوں نے موسیقی اور مختلف قسم کی امپورٹڈ (بیرونی درآمد کردہ) فلموں کے ذریعے بہلانے کا پروگرام بنایا یہ ترکیب۔ حکمت عملی اور منصوبہ کیسے کامیاب ہو سکتا تھا جب کہ وی سی آر اور ویڈیو کی لعنت نے ہر گھر کو سینما گاہ بنا دیا ہے یہ وہ المیہ ہے جس کی بنا پر یہاں کے گرجے میں نئی نسل پر ماتم کناں اور مرثیہ خواں نظر آتے ہیں۔

ہمارے قارئین برطانیہ اور یورپ کے موجودہ عیسائیوں کی بے حسی مذہبی دیوالیہ پن کا اس سے اندازہ کر سکیں گے کہ لندن کے ایک چرچ کو ایک پیشہ ور طوائف نے خریداری کی پیشکش کر دی کہ میں اسے بطور پیشہ ورانہ اڈے (کوٹھے) کے طور چلانا چاہتی ہوں جس کی پیشکش کو انہوں نے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ہمیں آپ کے اس کاروبار پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ البتہ آپ کارپوریشن سے اس دھندے کے لئے منظوری حاصل کرنے کی پابند ہوں گی۔

یہی وجہ ہے کہ حکومت برطانیہ اپنے عوام کی دینی بے حسی کا

پیش نظر اب سوچنے پر مجبور ہوئی ہے۔ کہ دین سے دور گئی
اس نسل کو دین کی طرف واپس لانے کے کیا طریقے ہو سکتے
ہیں! چنانچہ محکمہ تعلیم کے ذمہ دار لوگ مختلف مذہبی شخصیات
سے رابطہ قائم کر کے ان سے انٹرویوز لے رہے ہیں۔
کہ اگر اسکولوں اور کالجوں میں مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دے
دیا جائے تو کیا ہماری اس پود کو جو دین سے دور جا چکی
ہے۔ واپس لانے میں کچھ مدد مل سکتی ہے۔ اس قسم کے انٹرویو
بہت سے ہمارے اپنے ملنے والے علماء سے بھی لئے جا چکے ہیں۔

س:۔ کیا آپ سے بھی کوئی انٹرویو لیا گیا؟

ج:۔ محکمہ تعلیم کے ایک وفد نے (جو ۸ افراد پر مشتمل تھا جس میں تین عورتیں
اور پانچ مرد تھے) ڈنڈی (شہر میں) ایک مقررہ تاریخ اور
متعین دن میں مجھ سے بات چیت کے لئے وقت لیا، ہم ٹھیک
وقت پر "اسلامک سنٹر ڈنڈی" پہنچ گئے۔ ۳ بجے سے ۵ بجے تک
تفصیلی گفتگو ہوئی۔ دوران گفتگو نماز کا وقت تھا جو وہاں
باجماعت ادا کی گئی بحمدہ تعالیٰ اس امر کا ان پر خاصا اثر
ہوا، سلسلہ کلام شروع کرتے ہی انہوں نے ہم سے پوچھا
کہ ۳ سوال تو ہم نے آپ سے سرکاری طور پر کرنے ہیں جس
کے لئے ہم حکومت برطانیہ کی طرف سے مامور ہیں اور کچھ
سوالات ہمارے ذہنوں میں نجی طور پر ہیں جو ہم اسلام کے
بارے میں آپ سے کریں گے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ سرکاری
سوالات پہلے کر لئے جائیں یا نجی سوالات، میں نے کہا، ڈیوٹی
بہرحال ڈیوٹی ہوتی ہے۔ حکومتی سوالات سے پہلے نمٹ
لینا چاہیئے۔ اگر وقت نے مدد کی تو آپ اپنے نجی سوالات
کو بعد کے لئے اٹھا رکھیں۔

سوال ۱ آپ کے خیال میں کیا برطانیہ میں اسکول اور کالج کی سطح
تک مختلف مذاہب کا مطالعہ بطور نصاب اس بے دینی کے
خلاف کچھ موثر و مفید ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

سوال ۲ اگر مذاہب کا مطالعہ مؤثر ہو سکتا ہے تو کون سے مذاہب
ہیں جن کا مطالعہ آپ کے خیال میں لازمی قرار دیا جانا چاہیئے
ہے۔ اور جن مذاہب کا مطالعہ ہم لازمی قرار دیں گے ان
کی ترجیحات کیا ہوں گی؟

سوال ۳ ان مذاہب کو پڑھانے والے اور پیش کرنے والے آپ کے
خیال میں کس معیار کے حامل ہونے ضروری ہیں۔

ج ۱ میں نے کہا کہ مذہبی مطالعہ ویسے تو ہر زمانے میں ضروری
رہا ہے۔ میرے خیال میں فی زمانہ اس کی اہمیت اور زیادہ
بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ لادینیت، کمیونزم
کا پہلا قدم ہوتا ہے اور کمیونزم کی تاریخ بھی ہے کہ
ہمیشہ لادینیت کا سیلاب کمیونزم کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ اگر کسی
ملک کو کمیونزم کے مہلک اور بھیانک خطرات و اثرات
سے بچانا مطلوب ہے۔ تو اسے تدین اور قانون الٰہی کا
حصار ہی محفوظ رکھ سکتا ہے۔

جواب ۲ یہ مشکل اچھی طرح محسوس کرتا ہوں کہ آپ کے سامنے یہ مسئلہ
کافی الجھاؤ پیش کر رہا ہے۔ کہ ہم کن مذاہب کا مطالعہ رکھیں
اور کن کا نہ رکھیں اور جن مذاہب کا مطالعہ کرانا ضروری
ہے آخر انہی کا انتخاب کن ترجیحات کی بنا پر ضروری ہو سکتا
ہے۔ میرے خیال میں اگر آپ اس دائرے کو کم کرنا چاہیں
تو اس کے لئے بہت بڑی ترجیح موجود ہے۔ کہ آپ ان ادیان
کا مطالعہ اپنے اسکولوں کالجوں میں بطور نصاب لازمی قرار
دیں - جو آسمانی ہیں۔ مثلاً اسلام عیسائیت اور یہودیت۔

تیسرے سوال کا جواب ۳ اور پھر میری یہ قطعی رائے ہے کہ آپ ان
مذاہب کے مطالعہ کو اگر مؤثر بنانا چاہتے ہیں
تو اس میں ایک شرط کو ہمیشہ سامنے رکھنا بہت ضروری ہوگا کہ ہر
مذہب کو پڑھانے والا اس مذہب کا حامل اور قائل ہی پڑھائے۔ ورنہ
اگر آپ یہودیت اور نصرانیت کسی مسلمان معلم سے پڑھائیں گے تو بے
سود ثابت ہوگا جس طرح کہ اسلام کو پڑھانے کے لئے کوئی یہودی
یا مسیحی استاد یقیناً غیر مؤثر ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس طرح پر دوسرے
مذہب کی تعلیم دینے والا معلم یقیناً زیر تعلیم مذہب کی صحیح تصویر
طلبہ کے سامنے یا تو قصداً پیش نہیں کریگا یا پھر واقعی تصویر پیش کرنے
سے یقیناً قاصر رہے گا۔

س:۔ آپ سے نجی سوالات کیا پوچھے گئے؟

ج:۔ سب سے پہلی بات انہوں نے یہ پوچھی
(پوچھنے والے مرد ساتھی تھے) چونکہ یورپی لوگوں کے اعصاب

پر عورت سوار ہے لہٰذا انہوں نے کہا کہ اسلام، مذہب تو بہت اچھا ہے مگر عورت کے حقوق اس نے سلب کئے ہیں۔ میں نے سوال سننے کے معًا بعد خواتین ممبران سے پوچھا کہ آپ کو بھی اگر اپنے بارے میں کوئی سوال کرنا ہو تو کر لیجئے، سب کے سوالات کا ایک ہی دفعہ جواب پیش کروں گا۔

انگریز عورتوں نے میری بات سن کر پہلے سوال کی تائید میں کہا کہ ہمارے ذہن میں بھی یہی بات آرہی تھی جو مردوں نے پوچھی۔

میں نے جواباً کہا درحقیقت سوال کا منشا حقوق کے تعین اور عدم تعین کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اسلام حقوق سلب کرتا ہے یہ ایک مبہم سوال ہے کیا آپ کے پاس کوئی ایسی فہرست ہے کہ جس میں آپ عورتوں کے حقوق پیش کر سکیں کہ ان کو اسلام نے سلب کیا ہے یا حقوق کی فہرست بھی مجھے ہی مرتب کرنی ہوگی؟ اس کے جواب میں انہوں نے اس کے سوا کچھ نہیں کہا کہ بس یہی عام (جنرل) حقوق مراد ہیں۔

میں نے کہا آپ سب لکھے تعلیم سے تعلق رکھتے ہیں، غور سے سنیں ان شاء اللہ بات خوب سمجھ میں آجائے گی آج سے چودہ سو سال پہلے معاشرے نے جو عورت کی گت بنائی تھی اور اس کے وقار اور مقام کو مٹی میں ملایا تھا شاید وہ آپ حضرات کی نظروں سے اوجھل ہے پیغمبر اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماحول میں جب یہ دیکھا کہ عورت کو زندہ درگور کیا جا رہا ہے اور اس کو انسانیت کے لئے عار سمجھا جا رہا ہے جس کی بناء پر اس کا وجود زمین پر ایک بوجھ دکھائی دے رہا ہے۔ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس کا اصلی مقام عطا کیا، اسلام میں کسی برائی کو روکنے کے لئے دو طریقے ہیں ایک طریقہ قانون اور خوف کا ہے اور دوسرا رغبت اور شوق کا۔ آپ نے قانون کے راستہ سے عورت کے حقوق کو تحفظ بخشا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا قانون ہی کی ایک شق تھی کہ "آج کے بعد کوئی اپنی بچی کو زندہ درگور نہ کرے، قیامت کے دن ان کا یہ قتل اور خون کسی کو معاف نہیں کیا جائے گا"

دوسری طرف رغبت اور شوق دلاتے ہوئے فرمایا "جس شخص نے اپنی دو بچیوں کو پال کر خوب تربیت کی وہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہوگا جیسے میری یہ انگشتِ شہادت اور ساتھ والی انگلی"

علاوہ ازیں سورۂ نساء کو جو عورتوں کے حقوق پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کا حصہ بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی۔ اس سورت کے علاوہ متعدد مقامات پر عورتوں سے متعلق حقوق کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ان سب کے ہوتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ شاید نسوانی حقوق سے آپ کی مراد یہ ہو کہ اسلام نے عورت کو کلرکی سے روکا ہے اور محض گھر کے اندر قیدیوں کی طرح محصور کر کے رکھ دیا ہے۔

آپ یقین جانیے جب میں نے یہ کہا تو انگریز مرد اور عورتوں نے سر ہلایا۔ اور ہنس کر کے میرے قول کی تائید کی اور کہا کہ بے شک ہماری مراد یہی ہے، اس پر میں نے کہا کہ دراصل صورت حال کچھ ایسی ہو گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ دیکھنے والے کی آنکھ کا نقص ہے۔ اور غور کرنے والی عقل کا قصور ہے۔ ورنہ مسئلہ اتنا عیاں ہے کہ بادی النظر شخص بھی تھوڑے سے غور و فکر سے مسئلہ کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے۔

میں مسئلے کی وضاحت سے پہلے ایک سوال مخاطب خواتین و حضرات سے کروں گا۔ خدا نخواستہ اگر موجودہ حکومت بغاوت کر دے اور یہ کہہ دے کہ ہم ملکہ وکٹوریہ اور اس کے خاندان کی رائلٹی نہیں دیں گے جن کے دینے کے لئے برطانیہ میں بننے والی ہر حکومت پابند ہوتی ہے (نہ میری یہ دعا، نہ میری یہ خواہش اور نہ تمنا ہے کہ ایسا ہو) بطور مفروضہ کے یہ بات کہہ رہا ہوں، اگر واقعۃً ایسی صورت حال پیش آجائے

کہ ملکہ اور اس کے خاندان کے افراد کو رائلٹی میسر نہ آئے تو ملکہ بلکہ اس کا پورا خاندان اپنی معشیت چلانے کے لئے مختلف تدابیر بروئے کار لائے گا حتیٰ کہ اگر ان کو کلریکل جاب ملے گا تو اس کو بھی قبول کریں گے اور اگر کسی دفتر میں سیکرٹری شپ پر کام کرنا پڑے تو اس کو بھی قبول کرنا ان کے لئے قرین قیاس ہوگا۔ غرضیکہ ایسی صورت میں کوئی نہ کوئی کام کئے بغیر ان کے لئے چارہ کار نہ ہوگا، مگر اسلام نے عورت کو وہ مقام بخشا ہے کہ مسلمان کے گھر پیدا ہونے والی ہر بچی "کوئین آف ہاؤس" ہے اور اس کی کوئی صورت باقی نہیں چھوڑی کہ اس کا کوئی نہ کوئی گارنٹر نہ ہو۔ جب وہ بچی تھی تو باپ اس کا گارنٹر تھا اور جب باپ کا سایہ نہ رہا تو بھائی گارنٹر تھا، پھر شوہر گارنٹر ہوا اور جب ماں بنی تو بیٹا گارنٹر بنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی ملکہ کی گارنٹی محض صرف آپ کی حکومت دیتی ہے۔ اور مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والی بچی کی زندگی کے ہر دور میں کئی کئی گارنٹر موجود ہوتے ہیں۔ جس کے کئی گارنٹر موجود ہوں اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنی عزت وآبرو کو "سیل گرل" بن کر، دفتر کی کلرک بن کر یا آفس کی سیکرٹری بن کر خاک میں ملاتی پھرے اپنی عزت کو خاک میں ملانے والی عورت کبھی اس عورت پر فائق نہیں ہوسکتی جو گھر کی ملکہ بن کر بیٹھی ہو۔ آپ یقین جانئے کہ جب میں یہ جملے کہہ رہا تھا دو فاضل پی ایچ ڈی ڈاکٹر ترجمانی کا حق ادا کر رہے تھے تو سوال کرنے والے انگریز مرد اور عورتیں سب اپنی بے سروسامانی پر ماتم کناں نظر آرہے تھے اور اسلام کے عظیم سرمایہ اور حقانیت پر رشک کر رہے تھے اس وقت ان پر رقت طاری تھی اور آنکھوں میں آنسو تھے۔

س:۔ اسلامی ممالک میں عیسائیوں نے تبلیغی اڈے قائم کر رکھے ہیں اور دھڑا دھڑ لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے، جبکہ ان کے اپنے گھر میں تمام گرجا گھر کسمپرسی کی وجہ سے بالکل خالی پڑے ہیں اور ان پر "برائے فروخت" (فار سیل) کے کتبے آویزاں ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟

ج:۔ میرا خیال ہے کہ جہاں تک ان کے پادریوں اور عوام میں نصرانیت کے ساتھ عقیدت، ارادت اور تعلق کا سوال ہے وہ نہ تو ان کے عوام میں موجود ہے نہ خواص میں، خواص میں اس لئے کہ علی وجہ البصیرت وہ اسلام کی حقانیت کے قائل ہیں اور محض اپنی بڑی بڑی تنخواہوں، بیش بہا وظیفوں شہنشاہانہ سہولتوں اور امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ کی وجہ سے مسیحیت کے ساتھ اپنا تعلق رکھنے پر مجبور ہیں۔ اور عوام کالانعام چونکہ لادینیت، دہریت اور مادیت کا مکمل طور پر شکار ہو چکے ہیں، انہیں مذہب سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔

اب بجٹ کا وہ حصہ جو حکومت برطانیہ اور اسی طرح دیگر عیسائی حکومتیں مختص کرتی ہیں، انہیں اگر اندرون ملک صرف کیا جائے تو ان کی کوششیں (جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے) نہ صرف یہ کہ رائیگاں جائیں گی بلکہ اس کا شدید خطرہ ہے کہ یہاں کے عوام بجٹ کے اس حصے پر شدید اعتراض اور احتجاج کرکے آئندہ کے لئے حذف کروا ڈالیں گے جس سے مذہب کے ٹھیکیدار پادریوں کا اپنا پیٹ کٹتا ہوا نظر آتا تھا، اپنی ان ذاتی خواہشات کی تکمیل کے لئے ان مسیحی مذہبی رہنماؤں، پادریوں نے اپنی حکومت کو بتلایا کہ اگرچہ عملی طور پر عیسائیت کی دعوت اور اس کا پرچار یورپی ممالک میں ختم ہو چکا ہے تاہم ابھی بیرونی دنیا بالخصوص ہند و پاکستان اور بعض افریقی ممالک میں مؤثر طور پر چل رہا ہے اس لئے مذہبی تبلیغ واشاعت کے نام پر خرچ کیا جانے والا سرمایہ حسب سابق مختص کیا جانا ان کے نزدیک ضروری ہے تاکہ بیرون ملک عیسائیت کا پرچار باقی رکھا جا سکے۔

س:۔ آپ حضرات یہاں پاکستانی طرز لباس اور بود و باش میں رہتے ہیں، یہاں کے انگریزوں پر اس کا کیا اثر ہے؟

ج:۔ یہ سوال بہت اہم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ

بہت کم لوگ ہند و پاک کی صحافت سے تعلق رکھنے والے ایسے ہوں جو یہ سوال کرتے ہوں جب کہ میرے نزدیک یہ اہم سوال ہے۔

آج سے دس سال پہلے اگر کوئی ایشین پاوزیٹر اپنے قومی لباس میں ملبوس ہوکر یہاں آ بھی جاتا تھا تو یہاں کے مقامی باشندے حیرت کی نگاہوں سے اسے دیکھتے تھے مگر اب مقامی آبادی کا یہ تحیر اس وجہ سے کم ہوگیا کہ ہند و پاک سے آنے والے علماء اور مبلغین بالخصوص تبلیغی جماعتیں چونکہ اپنے ہی وطن اور قومی لباس میں ملبوس پہنچتی ہیں خاص طور پر وہ تبلیغی جماعتیں جو اس کا اہتمام کرتی ہیں کہ ہم پیدل چل کر اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت دیں اور ملاقاتیں کریں اس عمل کی بدولت اب ہم لوگوں کا اپنے لباس میں باہر نکلنا کوئی اعجوبۂ روزگار نہ رہا بلکہ تقریباً روزمرہ کا معمول بن گیا ہے پچھلے دنوں ہندوستان سے میواتی حضرات کی جماعتیں جب بڑی بڑی پگڑیاں اور کرتہ تہبند میں ملبوس ائرپورٹ پر پہنچیں، پھر کسٹم کلیرنس سے فارغ ہوکر یہ حضرات باہر نکلے تو انگریزوں کے لئے یہ لباس کوئی اجنبیہ نہ تھا کیونکہ اُن کی نگاہیں یہ مناظر دیکھنے کی بار بار عادی ہوچکی تھیں رہی یہ بات کہ کیا پاکستان کا قومی لباس مقامی انگریزوں کے ہاں کیا حیثیت رکھتا ہے تو آپ کو ان مثالوں سے اندازہ ہو جائے گا۔

ہمارے کئی ساتھیوں نے ہمیں آکر بتایا کہ جب پاکستانی قومی لباس، شلوار اچکن اور جناح کیپ پہن کر کسی ہال میں گئے تو مقامی انگریزوں نے ہمارے لباس کی بہت تحسین کی بلکہ بعض نے تو ایسا لباس بنانے والوں کا برطانیہ میں ایڈریس اور فون وغیرہ بھی دریافت کیا میں اپنے ہڈرزفیلڈ کے قیام کے دوران ایک دن جمعہ کی نماز کے لئے سفید شلوار سیاہ اچکن اور سیاہ جناح کیپ پہن کر فٹ پاتھ پر جامع مسجد کی طرف جا رہا تھا، اچانک میرے کانوں میں آواز سنائی دی "ویری نائس" (بہت خوب، بہت خوب) چونکہ سنائی دینے والی آواز نسوانی معلوم ہوتی تھی اس لئے میں نے اس آواز کی طرف دھیان نہ دیا کہ کہاں سے آرہی ہے۔ مگر نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد جب میں دفتر ختم نبوت کی طرف واپس جارہا تھا تو اسی جگہ پہنچنے پر پھر وہی آواز کانوں میں پڑی تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک عورت فٹ پاتھ پر اخبار کا ایک اسٹال لگا کر کھڑی ہے اور پاکستانی قومی لباس دیکھ کر دادِ تحسین دینے پر مجبور ہو رہی ہے۔

نوٹ: مولانا مفتی مقبول احمد صاحب سے دوسری مرتبہ ملاقات مسجد الحرام مکۃ المکرمہ شعبان کے اواخر میں ہوئی جب آپ عمرہ کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے یہ ہمارے دورے کے آخری ایام تھے اسی دوران آپ سے مسجد الحرام میں بیٹھ کر مزید کچھ سوالات کئے گئے جو آپ کی دینی خدمات کے متعلق تھے۔

س: برطانیہ میں آپ کا آنا کس طرح ہوا؟

ج: ۱۹۷۴ء میں ختم نبوت کی تحریک کی کامیابی کے بعد دل میں تقاضا پیدا ہوا کہ اس عظیم فیصلہ کے بعد تشکر کے طور پر عمرہ اور زیارت حرمین کا شرف حاصل کیا جائے چنانچہ آنے والے رمضان میں جو کہ غالباً اکتوبر کے مہینے میں شروع ہو رہا تھا مدینہ منورہ میں حاضری دینے کے بعد بقیہ ایام مکہ معظمہ میں گذار رہا تھا کہ انہی دنوں میرے ایک گہرے دوست ڈاکٹر منیر الحق (جو لندن گلاسگو میں رہ کر آئے تھے) سے ملاقات ہوئی آپ بغرض عمرہ یہاں قیام پذیر تھے انہوں نے کہا کہ پورے برطانیہ میں بالعموم اور خصوصاً گلاسگو میں حالات بہت خراب ہیں تمہارا وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے اگر تم وہاں نہیں پہنچے گے تو بہت ممکن ہے کہ دینی طور

پر مسلک حقہ کو دیکھا گئے۔ اب چونکہ آپ کے علم میں یہ بات آچکی ہے لہذا یہیں سے آپ کو برطانیہ کا پروگرام بنا لینا چاہیئے۔ چنانچہ ملک عبدالحق صاحب مکی زید مجدہ کی وساطت سے جدہ میں واقع سفارتخانہ سے بسہولت ویزا حاصل ہوگیا اور میں برشمال برطانیہ کے لیے عازم سفر ہوا۔ الحمد للہ بغیر کسی اطلاع اور رہنمائی کے لندن سے بذریعہ ریل جو کہ مانچسٹر میں بدلنا پڑی گلاسگو پہنچ گیا اور بھائی صاحب سے ظہر کی اذان کے وقت ملاقات ہوئی (واضح رہے کہ آپ کے چھوٹے بھائی حافظ شفیق احمد پہلے سے وہاں جامع مسجد کے امام تھے) آہستہ آہستہ میں نے وہاں کام جمانا شروع کر دیا۔

مغرب کے بعد روزانہ درس دیتا اور جمعہ کی نماز بھی پڑھاتا اس تھوڑی سی محنت سے دور رس اثرات مرتب ہوئے چونکہ پاکستان میں تدریس اور گھریلو معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرکے آیا تھا لہذا آٹھ ماہ کے بعد پاکستان واپس آنا ضروری ہوگیا جب کہ چھ مہینے کے پہلے ویزے پر مزید چھ ماہ کی توسیع مل چکی تھی۔ پاکستان آنے کے بعد شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوری کو میرے متعلق علم ہوا کہ وہ انگلینڈ میں تقریباً آٹھ ماہ دینی خدمات انجام دے کر آیا ہے جس کے اثرات نہایت ہی اچھے نکلے ہیں تو حضرت بنوری رحمہ اللہ نے جماعت والوں سے مشورہ کیا اس وقت مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر واقع ہڈرسفیلڈ میں ایک عالم اور مبلغ کے بھیجے جانے کی ضرورت شدید تھی تو حضرت نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ ان سے زیادہ کوئی موزوں ساتھی میسر نہیں ہوسکے گا۔ حضرت نے مجھے بلوا کر دریافت فرمایا کہ ہماری یہ خواہش ہے کیا آپ اس ذمہ داری کو سنبھال لیں گے؟ میں نے اس تقرر کو سعادت سمجھتے ہوئے قبول کر لیا اور مجلس کی طرف سے دوبارہ برطانیہ کا سفر کیا۔ ہڈرسفیلڈ پہنچ کر مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کا جائزہ لیا اور وہاں کے مقامی رفقاء کے مشورے سے مختلف جگہوں میں درس اور شہر کی جامع مسجد میں خطبۂ جمعہ دینا اور اس طرح اس شہر کے جتنے دینی کام تھے ان کی دیکھ بھال اور نگرانی شروع کردی۔ دو سال بعد جب کارپوریشن نے مجلس کے دفتر کو خستگی کی بنا پر ناقابل رہائش قرار دے دیا تو مسجد اور مدرسہ اس جگہ منتقل کردیا گیا جو گرجے کی ایک بلڈنگ مجلس ہی کے ایک رکن نے کسی اور مقصد کے لیے خریدی تھی یہ بلڈنگ مجلس کے نام پر وقف کرادی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک متبادل تکوینی انتظام تھا جو اللہ تعالیٰ نے کیا۔ الحمد للہ اس کے بعد اس نئی مسجد میں امام ایک مدرس اور معلمہ کا تقرر عمل میں لایا گیا جہاں خاطر خواہ طریق پر باجماعت نماز جمعہ کا قیام، بچوں اور بچیوں کی تعلیم کا مکمل انتظام ابھی تک بدستور چل رہا ہے۔ گویا اس طرح اب ہڈرسفیلڈ میں ایک مدرسہ خالصۃً بچیوں کے لیے اور دو الگ الگ مقامات پر بچوں کے لیے مجلس کی اپنی ملکیتی بلڈنگوں میں چل رہے ہیں۔ وہاں کے قاعدہ اور قانون کے مطابق مجلس کے اراکین کو بطور ٹرسٹی کے اور مجلس کی املاک کو مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نام پر باقاعدہ ٹرسٹ اور رجسٹرڈ کروا دیا گیا ہے، خدا نخواستہ کسی وقت میں یہ املاک فروخت کی جائیں یا ان کا معاوضہ حکومت برطانیہ ادا کرے تو یہ سرمایہ مرکزی مجلس ملتان کی ملکیت قرار پائے گا۔

بعد ازاں مجلس ہڈرسفیلڈ کے تمام ٹرسٹیوں کے فیصلہ کے مطابق گلاسگو کی صورت حال کے پیش نظر میں گلاسگو میں مقیم رہ کر مجلس کے تمام امور کی باقاعدہ نگرانی کر رہا ہوں جب کہ گلاسگو کی دینی خدمات بھی مقامی مجلس ہی کے فیصلہ کی بنا پر سرانجام دے رہا ہوں۔ گلاسگو کی مسجد کمیٹی نے اولین دہلہ میں مجھے تنخواہ کی پیشکش کی میں نے یہ کہہ کر مسترد کردی کہ مجھے

باقی ص ۲۳ پر

کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا
ABC brother KNITTING MACHINE
SARAULLA CARPET YARNS
ABC BLANKETS
ABC KNITTING YARNS
ثناءاللہ وولن ملز لمیٹڈ
تیسری منزل چینو راما سینٹر
فاطمہ جناح روڈ، کراچی
فون: ۵۱۶۰۳۵ - ۵۱۶۰۳۳
adcom-138

بس ذرا گلا خراب ہے
گلے کی خرابی اور خراش کو معمولی بات سمجھ کر نظر انداز نہ کیجیے
یہ بجائے خود ایک مرض ہے اور نزلہ، زکام اور کھانسی جیسی پریشان کن
اور تکلیف دہ بیماریوں کا پیش خیمہ بھی۔
گلے میں خراش سوس ہو تو فوری توجہ دیجیے۔ مناسب احتیاط
برتیے اور سعالین لیجیے۔ جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ سعالین نزلہ، زکام
اور کھانسی کا مفید علاج بھی ہے اور ان سے بچاؤ کی تدبیر بھی۔
سُعالین
SUALIN
نزلہ، زکام اور کھانسی کی مفید دوا
ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں
نوزو
ناک کے ورم، سوزش اور بندش کے لیے مفید۔ ایک پھوار ناک کھول دیتی ہے۔
عفوو درگذر بہترین انتقام ہے
ADARTS-SUA-3/82

تحریر: مولانا عطاء الرحمٰن رحمانی
خانوخیل۔ ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام قرآن کی نظر میں

حضرت مریم صدیقہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ و زندہ نبی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو ان کے بطن سے عام قانون کے خلاف اپنی قدرت کے تحت پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے اس قدرتی کرشمہ کے علاوہ حضرت مریم کے مفصل حالات ذکر فرمائے ہیں اور حضرت مریم کی عفت و عصمت اور شرافت و فضیلت کو معجزانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ لیکن کتنی حیرت کی بات ہے کہ پنجاب کا ایک جھوٹا نبی "مرزا غلام احمد قادیانی" جس کو پوری "مرزائیت" مل کر بھی قیامت تک ایک شریف انسان ثابت نہیں کرسکتی نبی ہونا تو بہت ہی بعید ہے۔ ایسا شخص بھی حضرت مریم کی عفت و عصمت کی خدائی شہادتوں کی یوں تکذیب کر رہا ہے۔

ملاحظہ ہو:۔

"مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا۔ تاکہ وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو۔ اور تمام عمر خاوند نہ کرے۔ لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا۔ تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا۔ اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کے بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسٰی یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا"

(چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸، بحوالہ مغلظات مرزا)

اب قرآن مجید کی زبان میں حضرت مریم کی ولادت کا حال ملاحظہ فرمائیے

ان اللہ اصطفیٰ اٰدم ونوحا واٰل
ابراھیم واٰل عمران علی العلمین ○ ذریۃ
بعضھا من بعض واللہ سمیع علیم ○
اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت
لک ما فی بطنی محررا فتقبل منی
انک انت السمیع العلیم ○ فلما وضعتھا
قالت رب انی وضعتھا انثیٰ واللہ اعلم
بما وضعت۔ ولیس الذکر کالانثیٰ
وانی سمیتھا مریم وانی اعیذھا
بک وذریتھا من الشیطن الرجیم ○

(پ ۳ ع ۱۲)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا ہے آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام جہان پر، بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں۔ جب کہ عمران کی بی بی نے عرض کیا، کہ اے میرے پروردگار میں نے نذر مانی ہے آپ کے لیے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جاوے گا۔ سو آپ مجھ سے قبول کر لیجئے۔ بیشک آپ خوب سننے والے، خوب جاننے والے ہیں۔ پھر جب لڑکی جنی۔ کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار! میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی، حالانکہ خدا تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں اس کو جو انہوں نے جنی۔ اور وہ لڑکا اس لڑکی کے برابر نہیں اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو آپ کی پناہ میں دیتی ہوں

ہوں شیطان مردود سے ۔

حضرت مریم کے والد ماجد عمران ایک عابد وزاہد اور پارسا شخص تھے ۔ ان کی بیوی بھی نہایت نیک اور پارسا تھیں ۔ ان کے ہاں اولاد کوئی نہیں تھی ۔ عمران کی بیوی حنّہ جب امید سے ہوئیں ، تو اس خوشی میں انہوں نے نذر مانی کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کو مسجد اقصٰی کی خدمت کے لیے وقف کر دوں گی ۔ حنّہ ابھی حاملہ ہی تھیں کہ ان کے خاوند عمران کا انتقال ہوگیا ۔ اس مسجد کے امام بھی حضرت عمران تھے ۔

ولادت حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام

جب مدت حمل پوری ہوگئی اور ولادت کا وقت آپہنچا تو حنّہ کو معلوم ہوا کہ اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے ۔ لڑکی کی صورت میں اس "نذر" کا ایفا مشکل تھا ۔ اس لیے افسوس ہوا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنۢبَتَهَا
نَبَاتًا حَسَنًا (پ۳ ع ۱۲)

(یعنی) پس مریم کو اس کے پروردگار نے بہت اچھی طرح قبول فرمایا اور اس کی نشو و نما اچھے طریق پر کی ۔ اور ان کا نام مریم اس لیے رکھا گیا کہ سریانی زبان میں مریم کا معنی ہے "خادم" چونکہ یہ بیت المقدس کی خدمت کے لیے وقف کر دی گئیں ۔

کفالتِ مریم صدیقہ

حضرت مریم صدیقہ جب سن شعور کو پہنچیں تو یہ سوال پیدا ہوا کہ بیت المقدس میں جو لوگ مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں اور خدمت پر مامور ہیں ۔ ان میں سے حضرت مریم صدیقہ کی کفالت کون کرے ؟ ارشاد باری ہے ۔

وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ
أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ
لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۔

(پ ۳ ع)

ترجمہ :- آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اس وقت موجود تھے جبکہ وہ اپنے قلموں کو ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریم علیہا السلام کی کفالت کرے ۔ اور نہ آپ ان کے پاس اس وقت موجود تھے جب کہ باہم اختلاف کر رہے تھے ۔
(ترجمہ حکیم الامتہ)

صورت قرعہ یہ ہوئی کہ سب لوگ اپنے اپنے "قلم پانی میں ڈالیں جس کا قلم پانی کی حرکت کے خلاف الٹا بہہ جائے ۔ کفالتِ مریم کا مستحق وہ سمجھا جائے ۔ "تو قرعہ حضرت زکریا علیہ السلام کے نام نکلا ۔ اور یہ صورت قرعہ کی خارق عادت تھی ۔ جس میں حضرت زکریا علیہ السلام کا کامیاب ہونا ان کا معجزہ تھا ۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی ایک وجہ ترجیح یہ بھی تھی کہ ان کے گھر حضرت مریم صدیقہ کی خالہ تھیں جن کا نام ایشاع تھا ۔ ارشاد ربانی ہے ۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا

ترجمہ اور زکریا علیہ السلام کو ان کا سرپرست بنایا

کرامتِ مریم

حضرت مریم صدیقہ کی رہائش کے لیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا گیا ۔ جس میں دن کو وہ کروہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتیں ۔ اور رات کو حضرت زکریا علیہ السلام ان کو اپنے ساتھ خالہ کے پاس لے جاتے ، رات کو وہیں ٹھہرتیں ۔ دن کو ضروری نگہداشت کے سلسلہ میں حضرت زکریا علیہ السلام کبھی کبھی حضرت مریم صدیقہ کے حجرے میں تشریف لے جاتے تو اکثر حضرت مریم کے پاس بے موسم "تازہ پھل ، میوے موجود پاتے ، آخر رہا نہ گیا اور ایک دن پوچھ ہی لیا : "يَا مَرْيَمُ أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا" : اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آئے ؟ کہنے لگیں : "هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ" ۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کی کرامات برحق ہیں ۔ لیکن کرامت اللہ تعالیٰ کے قبضہ اور تصرف میں ہوتی ہے اس کا مصدر و مظہر دست ولی ہوتا ہے ۔ وکذا المعجزة ۔

عظمت وجلالتِ قدرِ مریم صدیقہ پر شہادتِ خداوندی

حضرت مریم صدیقہ عرصہ تک اپنے مقدس مشاغل کے ساتھ پاک زندگی بسر کرتی رہیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام بھی ان کے زہد وتقویٰ سے بے حد متاثر تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی عظمت اور جلالتِ قدر کو اور زیادہ بلند کیا اور فرشتوں کے ذریعہ ان کو برگزیدۂ بارگاہِ الٰہی ہونے کی یہ بشارت سنائی۔ (قصص القرآن)

(۱) اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (پ ۳ ۔ ع)

ترجمہ:۔ اور جب کہ فرشتوں نے کہا اے مریم: بلاشک اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلے میں منتخب فرمایا ہے۔ اے مریم اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے والے ہیں۔ (ترجمہ حکیم الامۃ رح)

(۲) مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ

(پ ۶ ع ۱۴)

ترجمہ:۔ مسیح ابن مریم کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں۔ جن سے پہلے اور بھی پیغمبر گذر چکے ہیں اور ان کی والدہ ایک ولی بی بی ہیں (ترجمہ حکیم الامۃ رح)

حضرت مریم صدیقہ کی فضیلت وبزرگی پر یہ ارشادات خداوندی ایک بہت بڑی سند ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو آئینہ میں اپنا ہی چہرہ نظر آیا اور ایسی پاکباز ہستی کے حق میں وہ بات کہہ دی جو اس کو اپنے اندر اور اپنے اہل خانہ کے اندر نظر آئی۔

ولادت حضرت عیسیٰ بن مریم

حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف "قصص القرآن" میں رقمطراز ہیں:۔

"عابد وزاہد اور عفت مآب مریم (علیہا السلام) اپنے خلوت کدہ میں مشغول عبادت رہتی اور ضروری حاجات کے علاوہ کبھی اس سے باہر نہیں نکلتی تھی۔ ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ کے مشرقی جانب لوگوں کی نگاہوں سے دور کسی ضرورت سے ایک گوشہ میں تنہا بیٹھی تھیں کہ اچانک خدا کا فرشتہ (جبرائیل) انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضرت مریم نے ایک اجنبی شخص کو اس طرح بے حجاب سامنے دیکھا۔ تو گھبرا گئیں اور فرمانے لگیں "اگر تجھ کو کچھ بھی خدا کا خوف ہے تو میں خدائے رحمان کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں"۔ فرشتے نے کہا کہ "مریم! خوف نہ کھا، میں انسان نہیں بلکہ خدا کا فرستادہ فرشتہ ہوں اور تجھ کو بیٹے کی بشارت دینے آیا ہوں"۔ حضرت مریم نے یہ سنا تو ازراہِ تعجب فرمانے لگیں، "میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھ کو تو آج تک کسی بھی شخص نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اس لیے کہ نہ تو میں نے نکاح کیا ہے اور نہ میں زانیہ ہوں"۔ فرشتے نے جواباً کہا۔ "میں تو تیرے پروردگار کا قاصد ہوں اس نے مجھ سے اسی طرح کہا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ میں اس لیے کروں گا۔ کہ تجھ کو اور تیرے لڑکے کو کائنات کے لیے اپنی قدرت کاملہ کے اعجاز کا نشان بنادوں۔ اور لڑکا میری جانب سے "رحمۃ" ثابت ہوگا اور میرا یہ فیصلہ اٹل ہے۔ مریم! اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتا ہے جو اس کا "کلمہ" ہوگا اس کا لقب مسیح اور اس کا نام عیسیٰ ہوگا۔ اور وہ دنیا اور آخرت میں باوجاہت اور صاحبِ عظمت رہے گا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نشان کے طور پر بحالت شیر خوارگی لوگوں سے باتیں کرے گا۔ اور سن کہولت (ڈھلاپے کا ابتدائی دور) بھی پائے گا۔ تاکہ کائنات کی رشد وہدایت کی خدمت کی تکمیل کرے۔ اور یہ سب کچھ اس لیے ضرور ہو کر رہے گا کہ اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت یہ ہے کہ جب وہ کسی

شئے کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو اس کا محض یہ ارادہ اور حکم کہ "ہو جا" اس شئے کو نیست سے ہست کر دیتا ہے لہذا یہ یونہی ہو کر رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی کتاب عطا کرے گا اس کو حکمت سکھائے گا اور اس کو بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لیے رسول اور اولوالعزم پیغمبر بنائے گا۔ قرآن مجید نے ان واقعات کا معجزانہ اسلوب بیان کے ساتھ سورۂ آل عمران اور سورہ مریم میں ذکر کیا ہے۔ جبریل امین نے مریم (علیہا السلام) کو بشارات سنا کر ان کے گریبان میں پھونک دیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا کلمہ ان تک پہنچ گیا۔ مریم (علیہا السلام) نے کچھ عرصہ کے بعد خود کو حاملہ محسوس کیا تو بہ تقاضائے بشری ان پر اضطرابی کیفیت طاری ہو گئی اور اس کیفیت نے اس وقت شدید صورت اختیار کر لی جب انہوں نے دیکھا کہ مدت حمل ختم ہو کر ولادت کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ اگر یہ واقعہ قوم کے اندر رہ کر پیش آیا تو چونکہ وہ حقیقت حال سے واقف نہیں ہے۔ اس لیے نہیں معلوم وہ کس کس طرح بدنام اور بہتان طرازیوں کے ذریعے کس درجہ پریشان کرے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ لوگوں سے دور کسی جگہ چلے جانا چاہیئے۔

یہ سوچ کر وہ بیت المقدس سے تقریباً نو میل دور کوہ سراۃ (ساعیر) کے ایک ٹیلہ پر چلی گئیں جو اب بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں پہنچ کر چند روز بعد دردِ زہ شروع ہوا، تو تکلیف اور اضطراب کی حالت میں کھجور کے ایک درخت کے نیچے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں اور پیش آنے والے نازک حالات کا اندازہ کر کے انتہائی قلق اور پریشانی کی حالت میں کہنے لگیں کاش کہ میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی اور بسری ہستی کو لوگ یک قلم فراموش کر چکے ہوتے۔ تب نخلستان کے نشیب سے خدا کے فرشتہ نے پھر پکارا: مریم! غمگین نہ ہو تیرے پروردگار نے تیرے تلے نہر جاری کر دی ہے اور کھجور کا تنہ پکڑ کر اپنی جانب ہلا تو پکے اور تازہ خوشے تجھ پر گرنے لگیں گے۔ پس تو کھا پی اور اپنے بچہ کے نظارہ سے آنکھیں ٹھنڈی کر اور رنج و غم کو بھول جا۔ حضرت مریم علیہا السلام پر تنہائی "تکلیف اور نزاکت حال سے جو خوف طاری اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا فرشتہ کی تسلی آمیز پکار اور عیسیٰ علیہ السلام جیسے برگزیدہ بچہ کے نظارہ سے کافور ہو گیا اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر شاد کام ہونے لگیں۔ تاہم یہ خیال پہلو میں ہر وقت کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا تھا کہ اگرچہ خاندان والے اور قوم میری عصمت اور پاکدامنی سے ناآشنا نہیں ہے پھر بھی ان کی اس حیرت کو کس طرح مٹایا جا سکے گا کہ بن باپ کے کس طرح ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو سکتا ہے؟ مگر جس خدائے برتر نے ان کو یہ بزرگی اور برتری بخشی وہ کب ان کو اس کرب و بے چینی میں مبتلا رہنے دیتا۔ اس لئے اس نے فرشتہ کے ذریعہ مریم علیہا السلام کے پاس پھر پیغام بھیجا کہ جب تو اپنی قوم میں پہنچے اور وہ تجھ سے اس معاملہ کے متعلق سوالات کرے۔ تو خود جواب نہ دینا بلکہ اشارہ سے ان کو بتا دینا کہ میں روزہ دار ہوں اور اس لئے آج کسی سے بات نہیں کر سکتی (بنی اسرائیل کے یہاں روزہ میں خاموشی بھی داخل عبادت تھی) تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے اس بچہ سے دریافت کر لو۔ تب تیرا پروردگار اپنی قدرت کاملہ کا نشان ظاہر کر کے ان کی حیرت کو دور اور ان کے قلوب کو مطمئن کر دے گا۔ حضرت مریم علیہا السلام وحی الٰہی کے ان پیغامات پر مطمئن ہو کر بچہ کو گود میں لے کر بیت المقدس کو روانہ ہوئیں۔ جب شہر میں پہنچیں اور لوگوں نے اس حالت میں دیکھا تو چار جانب سے ان کو گھیر لیا اور کہنے لگے مریم! یہ کیا؟ تو نے تو بہت ہی عجیب بات کر دکھائی اور بھاری تہمت کا کام کر لیا۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدچلن تھی پھر تو کیا کر بیٹھی۔ مریم علیہا السلام نے خدا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لڑکے کی جانب اشارہ کر دیا کہ جو کچھ دریافت کرنا ہے اس سے معلوم کر لو۔ میں تو آج روزہ سے ہوں۔ لوگوں نے یہ دیکھ کر انتہائی تعجب کے ساتھ کہا۔ ہم کس طرح ایسے شیرخوار بچہ سے باتیں کر سکتے ہیں۔ جو ابھی ماں کی گود میں بیٹھنے والا بچہ ہے۔ مگر بچہ فوراً بول اٹھا۔ "میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے (اپنے فیصلہ تقدیر میں) مجھ کو کتاب (انجیل) دی ہے اور نبی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھ کو مبارک بنایا۔ خواہ میں کسی

حال اور کسی جگہ بھی ہوں ۔ اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں یہی میرا شعار ہو ۔ اور اس نے مجھ کو اپنی ماں کا خدمت گزار بنایا اور خودسر اور نافرمان نہیں بنایا ۔ اور اس کی جانب سے مجھ کو سلامتی کا پیغام ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مروں گا اور جس دن کہ پھر زندہ اٹھایا جاؤں گا۔"

اللہ تعالیٰ نے ان تفصیلات کو سورۂ انبیاء، تحریم اور سورۂ مریم میں ذکر فرمایا ہے ۔

قوم نے ایک شیر خوار بچہ کی زبان سے جب یہ حکیمانہ کلام سنا تو حیرت میں رہ گئی اور اس کو یقین ہو گیا کہ مریم (علیہا السلام) کا دامن بلاشبہ ہر قسم کی برائی اور تلویث سے پاک ہے اور اس بچہ کی پیدائش کا معاملہ یقیناً منجانب اللہ "ایک نشان" ہے یہ خبر ایسی نہیں تھی کہ پوشیدہ رہ جاتی ۔ قریب اور بعید سب جگہ اس حیرت زا واقعہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ ولادت کے چرچے ہونے لگے اور طبائع انسانی نے اس مقدس ہستی کے متعلق شروع ہی سے مختلف کروٹیں بدلنی شروع کر دیں ۔ اصحابِ خیر نے اس کے وجود کو اگرچہ وسعادت کا ماہتاب سمجھا ۔ تو اصحابِ شر نے اس کی ہستی کو اپنے لیے فال بد جانا اور بغض و حسد کے شعلوں نے اندر ہی اندر ان کی فطری استعداد کو کھانا شروع کر دیا ۔ غرض اسی متضاد فضا کے اندر اللہ تعالیٰ اپنی نگرانی میں اس مقدس بچہ کی تربیت اور حفاظت کرتا رہا تاکہ اس کے ہاتھوں بنی اسرائیل کے مردہ قلوب کو حیات تازہ بخشے ۔ اور ان کی روحانیت کے شجر خشک کو ایک مرتبہ پھر بارآور اور مثمر بنائے ۔

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا
إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝

ترجمہ :- اور ہم نے عیسیٰ بن مریم اور اس کی ماں مریم کو (اپنی قدرت کا) نشان بنا دیا اور ان دونوں کا ایک بلند مقام (بیت اللحم) پر ٹھکانہ بنا دیا جو سکونت کے قابل اور چشمہ والا ہے ۔

فائدہ :- الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین ۔ سے مراد سرزمین بیت المقدس ہے ۔ مرزائیوں نے جو اپنے شہر کا نام "ربوہ" رکھا ہے یہ مکروہ پروپیگنڈہ اور کسی گہری سازش کے تحت ہی معلوم ہوتا ہے اس لیے وقت کی حکومت کو جس طرح یہ لازم اور ضروری ہے کہ نام نہاد قصر خلافت سمیت ربوہ کو کھلا شہر قرار دے اور ربوہ شہر میں مرزائیوں کی اپنی من مانی کو ختم کر دے ۔ اسی طرح ربوہ شہر کا بھی نام بھی تبدیل کر دے ۔ اگر منٹگمری سے ساہیوال ۔ لائل پور سے فیصل آباد ۔ کیمبل پور سے اٹک بن سکتا ہے تو ربوہ کا نام تبدیل کیوں نہیں ہو سکتا ہے ؟ اس طرح ربوہ شہر کے باشندوں کو مکانوں کے مالکانہ حقوق دیئے جانے بھی بہت ضروری اور اہم مسئلہ ہے ۔ اگر حکومتِ وقت پاکستان اور اسلام کے حق میں مخلص ہو تو اس کو ان مسائل پر توجہ دینا اس کا اولین فریضہ ہے

عفت وعصمت مریمؑ پر
اللہ تعالیٰ کی گواہی

حضرت مریم صدیقہ کی پاکدامنی اور عفت وعصمت اللہ تعالیٰ کے کلام میں ملاحظہ فرمائیے ۔

(۱) وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا
آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۝ (پ ۱۷ ع ۶)

ترجمہ :- اور اس بی بی کا تذکرہ کیجئے جنہوں نے اپنی ناموس کو بچایا ۔ پھر ہم نے ان میں اپنی روح پھونک دی اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند کو دنیا جہان والوں کے لیے نشانی بنا دی ۔ (ترجمہ حکیم الامت)

(۲) وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ
فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا
وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ
وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ۝ (پ ۲۸ ع ۲۰)

ترجمہ :- اور عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان کرتا ہے جنہوں نے اپنی ناموس کو محفوظ رکھا ۔ سو ہم نے ان کے چاک گریبان میں اپنی روح پھونکی اور انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت والوں میں سے تھیں

مجلسِ ذکر

دعا کی حقیقت

حضرت مولانا محمد فاروق صاحب سکھر

دعا میں خاصیت ہے کہ اس سے تدبیر ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے دعا کرنے سے بندہ کو حق تعالیٰ سے خاص تعلق ہو جاتا ہے جس وقت آدمی دعا کرتا ہے اس وقت غور کر کے ہر شخص دیکھ لے کہ اس کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق محسوس ہو گا۔ بغیر اس کے خاص تعلق نہیں ہوتا بلکہ صرف جدائی ہوتا ہے۔

دعا میں ایک نفع یہ ہے کہ یہ حق تعالیٰ کے یہاں معذور سمجھا جائے گا۔ کیونکہ جب اس سے سوال ہو گا کہ تم نے حق کا اتباع کیوں نہیں کیا تو یہ کہہ دیگا کہ میں نے طلب حق کے لئے بہت سعی کی۔ اور اللہ تعالیٰ تو آپ ہی تھے۔ میں نے ان سے بھی عرض کر دیا تھا کہ مجھ پہ حق واضح ہو جائے۔

بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و عنایت سے نیک بندوں کی عاجزی اور دعا، زاری پہ نظر فرما کر محض اپنی قدرت سے ناتمام اسباب سے یا بلا اسباب بھی اثر مرتب فرما دیتے ہیں۔

قبولیتِ دعا اور اس کا طریق کار

احادیث شریف میں دعا کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اور عقلاً بھی یہ سب سے بڑی چیز ہے۔ اور یہ ہر تدبیر سے بڑھ کر تدبیر ہے۔ بلکہ حقیقت میں اس کا درجہ تدبیر سے بڑھ کر ہے۔ اس کو تقدیر سے زیادہ قرب ہے۔ کیونکہ اس میں اس ذات سے درخواست ہے۔ جس کے قبضہ میں تقدیر ہے۔ سب تدبیر کرتے ہیں مگر دعا نہیں کرتے بجز اس کے کہ دو تین دعائیں یاد کر لی ہیں نماز کے بعد آموختہ کے طور پہ الا کر پڑھ کے منہ پہ ہاتھ پھیر لیتے ہیں (نہ خشوع ہے نہ خضوع) یہ تو عملی غلطی ہے۔ اور دوسری علمی غلطی یہ ہے کہ دعا کے قبول نہ ہونے سے شیطان یہ دھوکہ دیتا ہے کہ یہ تدبیر تو سب تدبیروں سے کمتر ہے۔ دیکھو (اتنا عرصہ) دعا کرتے ہو گیا۔ قبول ہی نہ ہوئی۔ (مگر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو دعا میں اَڑ جائے اور پھر عطا نہ ہو۔ خواہ سر دست اس کو دے دیں یا آئندہ کے لئے جمع کر دیں اس سے معلوم ہوا۔ کہ دعا قبول ضرور ہوتی ہے مگر صورتیں اس کی مختلف ہیں کبھی تو وہی مل جاتا ہے جو مانگا تھا اور کبھی اس سے افضل چیز عطا ہوتی ہے اور کبھی دنیا میں کچھ عطا نہیں ہوتا بلکہ اس کا اجر آخرت میں جمع کر کے اس کو دیا جائے گا۔ اس وقت ثواب کو دیکھ کر تمنا کریں گے۔ کہ کاش! ہماری سب دعائیں آخرت ہی میں ذخیرہ رہتیں دنیا میں ایک بھی نہ ملتی۔ پس یقین کر لینا چاہیے کہ ہماری سب دعائیں بالمعنی الاعم قبول ہی ہوتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کی مصلحت کو تم سے زیادہ جانتے ہیں پس اس بات کو بھی وہی خوب جانتے ہیں کہ یہ نعمت موجودہ جس کی تم درخواست کر رہے ہو تمہارے مناسب ہے یا نہیں اور مناسب ہے تو کس وقت اور کس حالت میں مناسب ہے جیسے اگر کوئی طبیب سے درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل سے کر دیجئے تو اصل منظوری تو علاج کا شروع کر دینا ہے۔ گو مسہل

ندے ۔ اس میں یہ شرط کہ مصلحت بھی سمجھے پس اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، کہ ہم ہر دعا کرنے والے کی درخواست کو لے لیتے ہیں اور اس پر توجہ کرتے ہیں۔ بے توجہی نہیں کی جاتی تو جب درخواست لے لی گئی ہے تو اگر اس کا پورا کرنا ہماری مصلحت کے خلاف نہ ہو تو ضرور پوری ہو گی ورنہ اس کی جگہ کچھ اور مل جائے گا۔ سو یہ تو عین کامیابی ہے۔ پس اجابت جس کا وعدہ ہے اس کے معنی درخواست کا لے لینا اور اس پر توجہ کرنا ہے۔ یہ اجابت یقینی ہے اس میں کبھی تخلف نہیں ہوتا۔ آگے دوسرا درجہ ہے کہ جو مانگا ہے وہی مل جائے۔ اس کا وعدہ نہیں (اگرچہ ممکن ہے)

(جاری ہے)

بقیہ: انٹرویو

حضرت بنوری رح نے جس اعتماد پر دینی خدمات سرانجام دینے کے لیے یہاں منتخب فرمایا اب تنخواہ لینا آپؒ کے خدمات کو ٹھیس پہنچانا ہے لہٰذا ان کی اس پیش کش کو مسترد کر دیا گیا۔ بحمدہ تعالیٰ بوجہ اللہ جماعت کے کاموں کی نگرانی اور گلاسگو میں دینی خدمات انجام دینا یہی میرا یقینی طور پر سرمایۂ نجات ہے۔

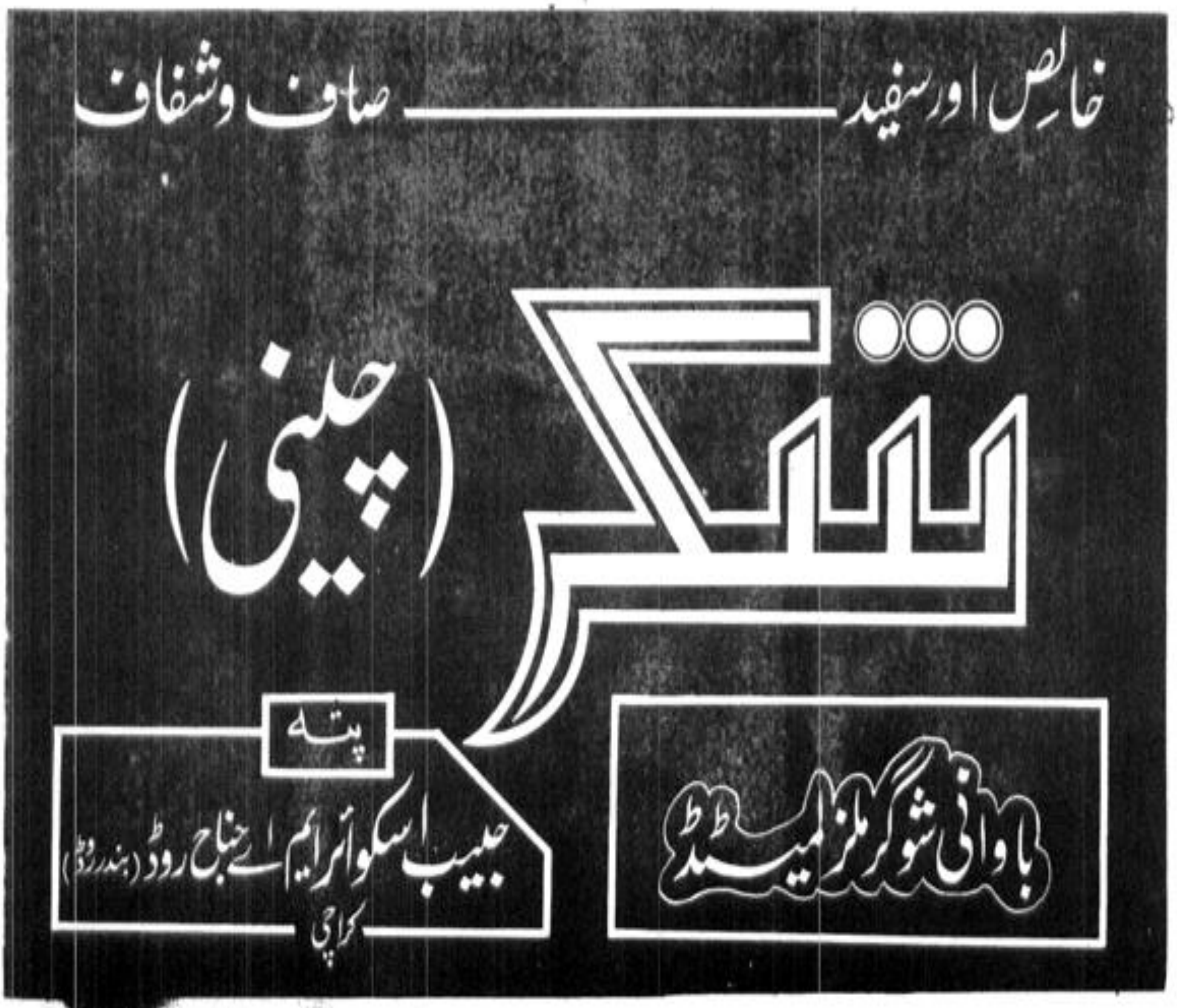

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI

Registered S. No. 3225 فون نمبر ۷۱۶۷۱

آج تنہائیوں میں جل جل کر، مجھ کو بے اختیار رونے دے

اُن "حسین" کی حسین یادوں میں، عقل وصبر وقرار کھونے دے

جس سے ملتی ہے دائمی مستی، مجھ کو وہ جام دیجئے ساقی

"قلب" میں جس سے پھول کھلتے ہیں، بیج وہ بار بار بونے دے

آنسو آنکھوں سے کیوں نہ ہوں جاری، یاد ہے وعدۂ "الست" مجھے

طلب و جستجو کے دریا میں مجھ کو بے اختیار ہونے دے

سوچتے سوچتے اچانک ہی، ان کی تصویر چشم میں آئی

آج بے شک جنابِ ناصح کو۔ رُخ میرا بار بار دھونے دے

شبِ فرقت کو غم کے نالوں میں چشتی نے ساز میں کہا آخر

خواب میں "ان" کو دیکھنے کے لئے اے دلِ بیقرار سونے دے

علی اصغر چشتی